Journal of Quranic and Social Studies
01-10
© The Author (s) 2023
Volume:3, Issue:1, 2023
DOI: 10.5281/zenodo.10036509
www.jqss.org
ISSN: E/ **2790-5640**
ISSN: P/ **2790-5632**

عورتوں کے معاشی اور سماجی حقوق، اسلام اور شریعت کے نظر میں

Women's economic and social rights in the context of Islam and Sharia law.

Nahida Jamal
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

Dr. Sana Jadoon
Assistant in Education Department, Government of Balochistan

Abstract

Islam is a religion that showed immense gratitude towards women. rescued them from the depths of humiliation and degradation, when they were It has at their lowest point. and the acceptance of their existence was being denied. then the noble prophet, peace be upon him, came as a Blessing to all mankind, and saved humanity from the clutches of the fire and rescued women from that pit. he granted boundless rights to the woman, who were buried alive and bestowed upon them countless privileges in social life. the importance of women in family and societal life should be acknowledged, and responsibilities should be entrusted to them according to their nature. on other hand Western civilization also grants some rights to women, but it is not based on their status. However, the noble Prophet, peace be upon him, grants all the respect and rights to women based on their status alone. He bestows upon them all the dignity and rights that they deserve, regardless of whether they choose to fulfil societal responsibilities or not. after a period of debate, scrutiny, and protest, the current era acknowledged some fundamental rights of women, and this recognition is considered an accomplishment of this era. since this recognition belongs to Islam, it first granted women the rights from which they had been deprived for a long time. Islam did not grant these rights because women demanded them, but because these were inherent rights of women, that they deserved to have. Islam has established the position and status of women in society, which is free from both modern and ancient oppressive customs. it neither allows the objectification of women nor permits them to be unjustly oppressed, and it is not dependent on any freedom attained by Europe.

Keywords: Women's, Economic and Social Rights, Sharia law. Islam, Responsibilities.

Corresponding Author Email:
ORCID: https://orcid.org/0009-0006-3340-4687
sanajadoon062@gmail.com

اسلام میں عورت کی حیثیت:

بعثت سے قبل عورت ظلم کا شکار تھی، یونان میں، مصر میں، عراق میں، ہند میں، چین میں، غرض ہر قوم میں ہر خطہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی، جہاں عورتوں پر ظلم کے پہاڑ نہ ٹوٹے ہوں۔ لوگ اسے اپنے عیش و عشرت کی غرض سے خرید و فروخت کرتے۔ ان کے ساتھ حیوانوں سے بھی بُرا سلوک کیا جاتا تھا حتی کہ اہل عرب عورت کے وجود کو موجب عار سمجھتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے۔

ہندوستان میں شوہر کے بدن پر اس کی بیوہ کو جلایا جاتا تھا۔ واہیانہ مذاہب عورت کو گناہ کا سر چشمہ اور معصیت کا دروازہ اور پاپ کا مجسم سمجھتے تھے۔ اس سے تعلق رکھنا روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ دنیا کے زیادہ تر تہذیبوں میں اس کی سماجی حیثیت نہیں تھی۔ اسے حقیر و ذلیل نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کے معاشی و سیاسی حقوق نہیں تھے، وہ آزادانہ طریقے سے کوئی لین دین نہیں کر سکتی تھی۔ وہ باپ کی پھر شوہر کی اور اس کے بعد اولاد نرینہ کی تابع اور محکوم تھی۔ اس کی کوئی اپنی مرضی نہیں تھی اور نہ ہی اسے کسی پر کوئی اقتدار حاصل تھا یہاں تک کہ اسے فریاد کرنے کا بھی حق حاصل نہیں تھا۔

اسی کی تائید میں لکھتے ہیں کہ،

> "مغربی تہذیب کی برق پاشیوں اور جلوہ سامانیوں نے اہل مشرق کی عموماً اور مسلمانوں کی نظروں کو خصوصاً جس طرح خیرہ کیا ہے وہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، اور عریانی نے جس سیل رواں کی شکل اختیار کی ہے اس نے ہماری ملی اور دینی اقدار کو خس و خاشاک کی طرح بہا دیا ہے۔ اس کی چمک دمک نے ہمیں کچھ اس طرح مبہوت کر دیا کہ ہم یہ بھی تمیز نہ کر سکے کہ اس چمکتی ہوئی شے میں زر خالص کتنا ہے اور کھوٹ کتنا۔ اس تیز و تند سیلاب کے مقابلہ میں ہم اتنے بے بس ہو کر رہ گئے ہیں کہ ہمارے اکثریت نے اپنے آپ کو پوری طرح اس کے حوالہ کر دیا۔ نتیجتاً ہمارا معاشرہ تلپٹ ہو گیا اور ہمارے خاندانی نظام کا شیرازہ کچھ اس طرح منتشر ہوا کہ کوچہ کوچہ ہماری اس تہذیبی خودکشی پر نوحہ کر رہا ہے"۔(۱)

(۱) اسلام کا عورت پر احسان:

> "اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورت پر احسان عظیم کیا اور اس کو ذلت و پستی کے گڑھوں سے نکالا جب کہ وہ اس کی انتہا کو پہنچ چکی تھی، اس کے وجود کو گوارا کرنے سے بھی انکار کیا جا رہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے اور آپ نے پوری انسانیت کو اس آگ کی لپیٹ سے بچایا اور عورت کو بھی اس گڑھے سے نکالا۔ اور اس زندہ دفن کرنے والی عورت کو بے پناہ حقوق عطا فرمائے اور قومی و ملی زندگی میں عورتوں کی کیا اہمیت ہے، اس کو سامنے رکھ کر اس کی فطرت کے مطابق اس کو ذمہ داریاں سونپیں۔ مغربی تہذیب بھی عورت کو کچھ حقوق دیتی ہے مگر عورت کی حیثیت سے نہیں بلکہ یہ اس وقت اس کو عزت دیتی ہے، جب وہ ایک مصنوعی مرد بن کر ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے پر تیار ہو جائے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین عورت کی حیثیت سے ہی اسے ساری عزتیں اور حقوق دیتا ہے اور وہی ذمہ داریاں اس پر عائد کی جو خود فطرت نے اس کے سپرد کی ہے"۔(۲)

عام طور پر کمزور کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے کافی محنت و کوشش کرنی پڑتی ہے، تب کہیں جا کر ان کو ان کے جائز حقوق ملتے ہیں، ورنہ تصور بھی نہیں کیا جاتا، اسی کی تائید میں لکھتے ہے کہ،

> "موجودہ دور نے اپنی بحث و تمحیص اور احتجاج کے بعد عورت کے کچھ بنیادی حقوق تسلیم کیے اور یہ اس دور کا احسان مانا جاتا ہے۔ حالاں کہ یہ احسان اسلام کا ہے، سب سے پہلے اس نے عورت کو وہ حقوق دیے جس سے وہ مدت دراز سے محروم چلی آ رہی تھی۔ یہ حقوق اسلام نے اس لیے نہیں دیے کہ عورت اس کا مطالبہ کر رہی تھی، بلکہ اس لیے کہ یہ عورت کے فطری حقوق تھے اور اسے ملنا ہی چاہیے تھا۔ اسلام نے عورت کا جو مقام و مرتبہ معاشرے میں متعین کیا، وہ جدید و قدیم کی بے ہودہ روایتوں سے پاک ہے، نہ تو عورت کو گناہ کا پتلا بنا کر مظلوم بنانے کی اجازت ہے اور نہ ہی اسے یورپ کی کسی آزادی حاصل ہے"۔(۳)

لیکن افسوس کہ آج آزادی کے نام پر عورتیں دوبارہ زمانہ جاہلیت کی طرف جانے کی کوشش کرنے کے لئے آزادی کا نعرہ لگارہی ہیں اب یہاں پر ان حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے جو اسلام نے عورت کو دیے بلکہ ترغیب وترہیب کے ذریعہ اسے ادا کرنے کا حکم بھی صادر کیا۔

(۲)عورتوں کو زندہ رکھنے کا حق:

عورت کا جو حال عرب میں تھا وہی پوری دنیا میں تھا عرب کے بعض قبائل لڑکیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ قرآن مجید نے اس پر سخت تائید کی اور اسے زندہ رہنے کا حق دیا اور کہا کہ جو شخص اس کے حق سے روگردانی کرے گا، قیامت کے دن خدا کو اس کا جواب دینا ہو گا۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

" وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ * بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ " - (۴)

اس وقت کو یاد کرو جب کہ اس لڑکی سے پوچھا جائے گا جسے زندہ دفن کیا گیا تھا کہ کس جرم میں اسے مارا گیا۔

ایک طرف ان معصوم کے ساتھ کی گئی ظلم وزیادتی پر جہنم کی وعید سنائی گئی تو دوسری طرف ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی گئی۔ جن کا دامن اس ظلم سے پاک ہو اور لڑکیوں کے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو لڑکوں کے ساتھ کرتے ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہ کریں۔

" عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " من كانت له أنثى فلم يئدها، ولم يهنها، ولم يؤثر ولده عليها، - قال: يعني الذكور - أدخله الله الجنة "- (۵)

حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی لڑکی ہو وہ نہ تو اسے زندہ درگور کرے اور نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

کسی کو لڑکا دینا یا لڑکی عطا کرنا یہ انسانی قدرت سے باہر ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہے تو لڑکا دے یا لڑکی اس میں انسانی اختیار کو کوئی عمل دخل نہیں بلکہ رب کریم جسے چاہے جو بھی دے اس پر انسان کو خوش رہنا چاہئے کہ انسان سے انسان پیدا ہوا انسانی اعمال کے نتیجے پر تو انسان سے کچھ اور پیدا ہونا چاہئے تھا لیکن رب نے کرم کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسان پیدا فرمایا اس میں بچی کا کیا قصور، اور انسان کو اس بات کا اختیار کس نے دیا ہے کہ لڑکا پیدا ہونا تو باعث فخر وخوشی ہو اور لڑکی پیدا ہونے کی صورت میں اس کو زندہ درگور کیا جائے، اگر اولاد دینا انسان کے بس کی بات ہوتی تو غریب بے چارے بے اولاد رہ جاتے اور مالدار صاحب اولاد ہوتے لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے جو جتنا غریب ہے وہ اتنا ہی صاحب اولاد ہیں، یہ تقسیم خداوندی ہے اس میں انسانی قدرت کو کوئی عمل دخل نہیں۔

(۳)عورت بحیثیت انسان

اسلام نے عورت پر سب سے پہلا احسان یہ کیا کہ عورت کی شخصیت کے بارے میں مرد وعورت دونوں کی سوچ اور ذہنیت کو بدلا۔ انسان کے دل ودماغ میں عورت کا جو مقام ومرتبہ اور وقار ہے اس کو متعین کیا۔ اس کی سماجی، تمدنی، اور معاشی حقوق کا فرض ادا کیا، قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

" خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا " -(۶)

"اللہ نے تمھیں ایک انسان (حضرت آدم) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو بنایا"۔

اس بنا پر انسان ہونے میں مرد وعورت سب برابر ہیں۔ یہاں پر مرد کے لیے اس کی مردانگی قابل فخر نہیں ہے اور نہ عورت کے لیے اس کی نسوانیت باعث عار۔ یہاں مرد اور عورت دونوں انسان پر منحصر ہیں اور انسان کی حیثیت سے اپنی خلقت اور صفات کے لحاظ سے فطرت کا عظیم شاہکار ہے۔ جو اپنی خوبیوں اور خصوصیات کے اعتبار سے ساری کائنات کی محترم بزرگ ترین ہستی ہے، جب انسان ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ دونوں کی تخلیق حضرت آدم اور بیوی حوا علیہا السلام سے ہیں تو پھر کسی کو کسی پر فخر کرنے اور دوسرے کو حقیر سمجھنے کی اجازت نہیں۔

مرد وعورت یہ دونوں گاڑی کے دو پہیے ہیں روح وجسم ہیں جسم کے دو ہاتھ ہیں مرد عورت کے بغیر ناقص ونامکمل ہے مرد کے لئے سکون، عزت اور راحت کا ذریعہ اگر ہے تو وہ عورت ہی ہے نہ عورت کے بغیر مرد سکون حاصل کر سکتا ہے اور نہ عزت وراحت، قرآن میں ارشاد ہے کہ:

" وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ ءَادَمَ وَحَمَلْنَٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَٰهُم مِّنَ الطَّيِّبَٰتِ وَفَضَّلْنَٰهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا " - (۷)

"ہم نے بنی آدم کو بزرگی و فضیلت بخشی اور انھیں خشکی اور تری کے لیے سواری دی، انھیں پاک چیزوں کا رزق بخشا اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سی چیزوں پر انھیں فضیلت دی"۔

اور سورہ التین میں فرمایا:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ" -(۸)

"ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا"۔

چنانچہ آدم کو جملہ مخلوقات پر فضیلت بخشی گئی اور انسان ہونے کی حیثیت سے جو سرفرازی عطا کی گئی اس میں عورت برابر کی حصے دار ہے۔

(۴)عورتوں کی تعلیم کا حق:

انسان کی ترقی کا دارو مدار علم پر ہے۔ کوئی بھی شخص یا قوم بغیر علم کے زندگی کی تگ و دو میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اور اپنی بری ذہنیت کی وجہ سے زندگی کے مراحل میں زیادہ آگے نہیں سوچ سکتا اور نہ ہی مادی ترقی کا کوئی امکان نظر آتا ہے، لیکن اس کے باوجود تاریخ کا ایک طویل عرصہ ایسا گزرا ہے جس میں عورت کے لیے علم کی ضرورت و اہمیت کو نظر انداز کیا گیا اور اس کی ضرورت صرف مردوں کے لیے سمجھی گئی اور ان میں بھی جو خاص طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں صرف وہی علم حاصل کرتے تھے اور عورت علم سے بہت دور جہالت کی زندگی بسر کرتی تھی، لیکن اسلام نے علم کو فرض قرار دیا اور مرد و عورت دونوں کے لیے اس کے دروازے کھولے اور جو بھی اس راہ میں رکاوٹ و پابندیاں تھیں، سب کو ختم کر دیا، اسلام نے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دلائی اور اس کی ترغیب دی۔ جیسا کہ ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ "-(۹)

"جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو تعلیم تربیت دی، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ (بعد میں بھی) حسن سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے"۔

یہاں رسول عربی ﷺ نے جو جنت کی خوشخبری سنائی ہے وہ بچیوں کے والد کو اور بچوں کی پرورش اور دیکھ بال پر نہ کہ بچوں کی پرورش و دیکھ بال پر اس سے لڑکیوں کی فضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کو جنت کی خوشخبری لڑکیوں کی پرورش پر ہے نہ کہ لڑکوں کی پرورش پر۔

اسلام مرد وعورت دونوں کو مخاطب کرتا ہے اور اس نے ہر ایک کو عبادت اخلاق وشریعت کا پابند بنایا ہے جو کہ علم کے بغیر ممکن نہیں۔ علم کے بغیر عورت نہ تو اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے اور نہ ہی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکتی ہے جو کہ اسلام نے اس پر عائد کی ہے۔ اس لیے مرد کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم بھی نہایت ضروری ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ،

> "گزشتہ دور میں جس طرح علم مردوں میں پھیلا، اسی طرح عورتوں میں بھی عام ہوا، صحابہ کے درمیان قرآن وحدیث میں علم رکھنے والی خواتین کافی مقدار میں ملتی ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل کا استنباط اور فتویٰ دینا بڑا ہی مشکل اور نازک کام ہے لیکن پھر بھی اس میدان میں عورتیں پیچھے نہیں تھیں، بلکہ صحابہ کرام کے مدمقابل تھیں، جن میں کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً: حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت ام عطیہ، حضرت صفیہ، حضرت ام حبیبہ، اسماء بنت ابو بکر، ام شریک، فاطمہ بنت قیس وغیرہ نمایاں تھیں"۔(۱۰)

(۵)معاشرتی میدان:

جس طرح دیگر معاشروں نے عورت کو کانٹے کی طرح زندگی کی رہ گزر سے مٹانے کی کوشش کی تو اس کے برعکس اسلامی معاشرہ نے بعض حالتوں میں اسے مردوں سے زیادہ فوقیت اور عزت واحترام عطا کیا ہے وہ ہستی جو عالم دنیا کے لیے رحمت بن کر تشریف لائی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے اس مظلوم طبقہ کو یہ اچھی خوشخبری سنائی:

"حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ "-(۱۱)

"مجھے دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے"۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت سے بیزاری اور نفرت کوئی زہد و تقوی کی دلیل نہیں ہے، انسان خدا کا محبوب اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ اللہ کی تمام نعمتوں کی قدر کرے جن سے اس نے اپنے بندوں کو نوازا ہے، اس کی نظامت اور جمال کا متمنی ہو اور عورتوں سے صحیح و مناسب طریقے سے پیش آنے والا ہو۔ دنیا کی محبوب ترین ہستی جس کے بارے میں فرمائے کہ دنیا میں مجھے عورت زیادہ پسند ہے عورت کی جلالت شان اور عظمت کی خاطر اور جس ماحول میں آپ ﷺ نے قدم رکھا یقیناً اس وقت کے لحاظ سے اور جبکہ جہالت ثانی دوبارہ لوٹ آیا ہے اور عورتوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ایسے ماحول میں آپ مالی یار کا یہ کہنا تاہے جانہیں، یہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے نکاح کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کا ارشاد ہے:

"النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي" - (۱۲)

"نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں"۔

جو لوگ نکاح سے انکار کرتے ہے یا روگردانی کرتے ہے وہ اس حدیث میں غور و فکر کرے کہ ایسا انسان نبی منی ایم کے طریقے پر نہیں جب نبی کے طریقے پر نہیں تو ایسا شخص پر کس کے طریقے پر ہو سکتا ہے، بعض لوگ نکاح اور شادی سے نفرت کرتے ہیں اور شادی سے دور بھاگتے ہیں۔ جبکہ یہ نبی صلی میریم کا طریقہ اور انسان کی پاکدامنی کی دلیل ہے، اس کے ذریعے انسان بہت سے گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ چنانچہ ایک عورت بیوی کی حیثیت سے اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے اور اس کے بچوں کی معلمہ و مربیہ ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ "- (۱۳)

"عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا"۔

یعنی تم دونوں کی شخصیت ایک دوسرے سے ہی مکمل ہوتی ہے۔ تم ان کے لیے باعث حسن و آرائش ہو تو وہ تمہارے لیے زینت و زیبائش غرض دونوں کی زندگی میں بہت سے تشنہ پہلو ہوتے ہیں جو کہ ایک دوسرے کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچے۔ انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب انسان کا لباس ہوتا ہے اور لباس سے انسان کا جسم پوشیدہ رہتا ہے اس لئے مرد و عورت کو ایک دوسرے کے لئے لباس قرار دے دیا کہ جس طرح لباس کی حفاظت کی جاتی ہے اور اس کو پاک صاف رکھا جاتا ہے اور لباس کے ذریعے انسان کی پردہ پوشی ہوتی ہے اور انسان کا جسم دوسرے سے پردہ میں رہتا ہے، اسی طرح عورت اور بیوی کے ذریعے بھی مرد محفوظ رہتا ہے تو عورت کو بھی پاک صاف اور حفاظت سے رکھے، اس پر ہر آنے والے گرد و غبار کو صاف کرنے کی کوشش کرے۔

معاشی حقوق

معاشرہ میں عزت معاشی حیثیت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ جو جاہ و ثروت کا مالک ہے، لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کے پاس مال نہیں ہے لوگ اس کے قریب سے گزرنا بھی گوارا نہیں کرتے، عزت کرنا تو دور کی بات ہے۔ اسے دنیا کے تمام سماجوں اور نظاموں نے عورت کو معاشی حیثیت سے بہت ہی کمزور رکھا، سوائے اسلام کے، پھر اس کی یہی معاشی کمزوری اس کی مظلومیت اور بیچارگی کا سبب بن گئی، مغربی تہذیب نے عورت کی اسی مظلومیت کا مداوا کرنا چاہا اور عورت کو گھر سے باہر نکال کر انھیں فیکٹریوں اور دوسری جگہوں پر کام پر لگا دیا، اس طرح سے عورت کا گھر سے باہر نکل کر کمانا بہت سی دیگر خرابیوں کا سبب بن گیا، ان حالات میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے راہ اعتدال اختیار کیا۔

(۱) عورت کا نان و نفقہ:

ہر حالت میں مرد کے ذمہ ہے۔ اگر بیٹی ہے تو باپ کے ذمہ۔ بہن ہے تو بھائی کے ذمہ، بیوی ہے تو شوہر پر اس کا نان و نفقہ واجب کر دیا گیا اور اگر ماں ہے تو اس کے اخراجات اس کے بیٹے کے ذمہ ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ:

"عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ"۔(۱۴)

"خوشحال آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی توفیق کے مطابق معروف طریقے سے نفقہ دے"۔

(۲)مہر:

عورت کا حق مہر ادا کرنا مرد پر لازم قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

" وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا " - (۱۵)

"عورتوں کو ان کا حق مہر خوشی سے ادا کرو اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ حصہ تمھیں معاف کر دیں تو اس کو خوشی اور مزے سے کھاؤ"۔

(۳)وراثت

بعض مذہبوں کے پیش نظر وراثت میں عورت کا کوئی حق نہیں ہوتا، لیکن ان مذہبوں اور معاشروں کے برعکس اسلام نے وراثت میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ دلوایا۔ اس کے لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ" -(۱۶)

"یعنی ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملیں گا"۔

یعنی عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے، اسی طرح وہ باپ سے، شوہر سے، اولاد سے، اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے باقاعدہ وراثت کی حق دار ہے، اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں اس کی نظیر کسی بھی مذہب میں نہیں، اگرچہ دوسرے مذاہب والے عورتوں کے حقوق کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن عملاً صرف اسلام ہی عورتوں کے حقوق کو ادا کرنے والے اور اسکی حیثیت کو اونچا کرنے والا ہے۔

(۴)مال وجائیداد کا حق

اس طرح عورت کو مہر سے اور وراثت سے جو کچھ مال ملے، وہ پوری طرح سے اس کی مالک ہے، کیوں کہ اس پر کسی بھی طرح کی معاشی ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ وہ سب سے حاصل کرتی ہے، اس لیے یہ سب اس کے پاس محفوظ ہے اگر مرد چاہے تو اس کا وراثت میں دوگنا حصہ ہے مگر اسے ہر حال میں عورت پر خرچ کرنا ہوتا ہے ،لہذا اس طرح سے عورت کی مالی حالت (اسلامی معاشرہ میں) اتنی مستحکم ہو جاتی ہے کہ کبھی کبھی مرد سے زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔

(۵)اپنے مال کو جہاں چاہے خرچ کرے:

پھر وہ اپنے مال کو جہاں چاہے خرچ کرے، اس پر کسی کا اختیار نہیں، چاہے تو اپنے شوہر کو دے یا اپنی اولاد کو یا پھر کسی کو ہبہ کرے یا خدا کی راہ میں دے یہ اس کی اپنی مرضی ہے اور اگر وہ از خود کماتی ہے تو اس کی مالک بھی وہی ہے؛ لیکن اس کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے، چاہے وہ کمائے یا نہ کمائے۔ اس طرح سے اسلام کا عطا کردہ معاشی حق عورت کو اتنا مضبوط بنا دیتا ہے کہ عورت جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے؛ جب کہ عورت ان معاشی حقوق سے کلیتاً محروم ہے۔

تمدنی حقوق

(۱)شوہر کا انتخاب:

شوہر کے انتخاب کے سلسلے میں اسلام نے عورت کو بڑی حد تک آزادی دی ہے۔ نکاح کے سلسلے میں لڑکیوں کی مرضی اور ان کی اجازت ہر حالت میں ضروری قرار دی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

" لا تُنكح الأيم حتى تُستأمر، ولا تُنكح البكر حتى تُستأذن "(۱۷)

"شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے مشورہ نہ لیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت حاصل کیے بغیر نہ کیا جائے"۔

اگر بچپن میں کسی کا نکاح ہو گیا ہو، بالغ ہونے پر لڑکی کی مرضی اس میں شامل نہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ اس نکاح کو وہ رد کر سکتی ہے، ایسے میں اس پر کوئی جبر نہیں کر سکتا۔ بشرطیکہ یہ نکاح باپ دادا کے علاوہ کسی اور نے کیا ہو۔ ہاں اگر عورت ایسے شخص سے شادی کرنا چاہے جو فاسق ہو یا اس کے خاندان کے مقابل نہ ہو تو ایسی

صورت میں اولیاء ضرور دخل اندازی کریں گے۔ عورت کو نہ تو بالکل بے اختیار قرار دیا گیا کہ وہ کوئی بھی معاملہ نکاح وغیرہ خود نہیں کر سکتی اور نہ ہی بالکل با اختیار چھوڑا ہے کہ اس کا ہر فیصلہ من وعن قابل قبول سمجھا جائے گا، بلکہ اس کو جہاں اختیار دیا ہے وہاں کچھ قیودات اور شرائط بھی لاگو کئے ہیں اگر عاقلہ بالغہ ہے تو اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح منعقد ہی نہیں، اولیاء زبردستی نہیں کر سکتے، اور یہ عورت اولیاء کی اجازت کے بغیر اگر غیر کفو اور کسی کمتر آدمی سے شادی کرتی ہے تو اولیاء کو اعتراض اور نکاح ختم کرنے کا حق حاصل ہو گا۔

(۲)خلع کا حق

اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے کہ اگر ناپسندیدہ ظالم اور ناکارہ شوہر ہے تو بیوی نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور یہ حقوق عدالت کے ذریعے دلائے جاتے ہیں۔ اور عدالت شوہر کو بلا کر وجہ معلوم کر کے ضلع سے پہلے جانبین میں صلح صفائی کی کوشش کریں گے صلح صفائی نہ ہونے اور اختلافات بڑھنے کی صورت میں عدالت شوہر سے خلع لے گی کہ بیوی شوہر کو کچھ رقم، مہر یا کوئی اور قیمتی چیز دے کر طلاق لے گی، گویا بیوی نے کچھ دے کر نکاح کا طوق رقم کے بدلے اپنے گلے سے اتار دیا۔

(۳)حسن معاشرت کا حق:

قرآن میں حکم دیا گیا:

"وعاشروهن بالمعروف"۔(۱۸)

"عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ"۔

چنانچہ شوہر کو بیوی سے حسن سلوک اور فیاضی سے برتاؤ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاِهلِهِ" -(۱۹)

"تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہیں اور اپنے اہل وعیال سے لطف ومہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں"۔

(۴)بیویوں کے حقوق:

اسلام کے آنے کے بعد لوگوں نے عورتوں کو بے قدری کی نگاہ سے دیکھا، اس بے قدری کی ایک شکل یہ تھی کہ لوگ عبادت میں اتنے محو رہتے تھے کہ بیوی کی کوئی خبر نہیں۔ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابو درداء کا واقعہ کا بڑی تفصیل سے حدیث میں مذکور ہے کہ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کی بیوی کو ان سے شکایت ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر سمجھایا اور فرمایا کہ تم پر تمہاری بیویوں کا بھی حق ہے، لہذا تم عبادت کے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں کا بھی خیال رکھو، بیویوں کے حقوق کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حُجَّهُ الْوِدَاعِ: (اتَّقُوا اللهَ في النساءِ؛ فإنَّكم أخذتُموهنَّ بأمانةِ الله، واستحلَلْتُم فروجَهنَّ بكلمةِ الله، وإنَّ لكم عليهنَّ ألَّا يُوطِئْنَ فُرُشَكم أحدًا تكرهونَه، فإنْ فعَلْنَ ذلك فاضرِبوهنَّ ضربًا غيرَ مُبَرِّحٍ، ولهنَّ عليكم رِزقُهنَّ وكِسوتُهنَّ بالمعروفِ "۔(۲۰)

"لوگو! عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو وہ تمہاری زیر نگین ہیں تم نے ان کو اللہ کے عہد پر اپنی رفاقت میں لیا ہے اور ان کے جسموں کو اللہ ہی کے قانون کے تحت اپنے تصرف میں لیا ہے تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ گھر میں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمھیں ناگوار ہے اگر ایسا کریں تو تم ان کو ہلکی مار مار سکتے ہو اور تم پر ان کو کھانا کھلانا اور پلانا فرض ہے"۔

آپ نے ایک جگہ اور فرمایا:

"خيركم خَيْرُكُمْ لِأَہْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِاہلِی"-(۲۱)

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ثابت ہو اور خود میں اپنے اہل وعیال کے لیے تم سب سے بہتر ہوں"۔

"أَكمل المُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا"۔(۲۲)

"کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کو بیویوں کے حق میں سراپا محبت وشفقت ہونا چاہیے اور ہر جائز امور میں ان کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی کرنی چاہیے۔ کچھ لمحوں کے لیے دوسروں کے سامنے اچھا بن جانا کوئی مشکل کام نہیں۔ حقیقتاً نیک اور اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے رفاقت کے دوران صبر وبرو تحمل سے کام لینے والا ہو اور محبت وشفقت رکھنے والا ہو۔

(۵)عورتوں کا معاشرتی مقام اسلام کی نظر میں:

اسلام میں معاشرتی حیثیت سے عورتوں کو اتنا بلند مقام حاصل ہے کہ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ معاشرت کے باب میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر مرد کو مخاطب کر کے یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ معاشرت کے باب میں "معروف" کا خیال کیا جائے، تاکہ وہ معاشرت کے ہر پہلو اور ہر چیز میں حسن معاشرت برتیں، ارشاد ربانی ہے کہ:

" وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا " -(۲۳)

"اور ان عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ زندگی گزارو اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور اللہ اس میں خیر کثیر رکھ دے"۔

معاشرت کے معنی ہیں، مل جل کر زندگی گزارنا، اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک تو مردوں کو عورتوں سے مل جل کر زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ "معروف" کے ساتھ اسے مقید کر دیا ہے، لہذا امام ابو بکر جصاص رازی معروف کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں عورتوں کا نفقہ، مہر، عدل کا شمار کر سکتے ہیں، اور معروف زندگی گزارنے سے مطلب یہ ہے کہ گفتگو میں نہایت شائستگی اور شیفتگی سے کام لیا جائے باتوں میں حلاوت ومحبت ہو، حاکمانہ انداز نہ ہو اور ایک بات کو توجہ کے ساتھ نہیں اور بے رخی بے اعتنائی نہ برتیں اور نہ ہی کوئی بدمزاجی کی جھلک ظاہر ہو۔

قرآن میں صرف معاشرت کے لیے ہی نہیں کہا گیا کہ عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے پیش آنا مردوں پر خدا نے فرض کیا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ہر طرح کے مسائل کے بارے میں کہا گیا ہے، جیسے مطلقہ عورت کے باری میں صاف طور پر یہ اعلان کیا گیا ہے:

"وَلا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا" (۲۴)

"ایذادہی کے خیال سے ان کو نہ روک رکھو تاکہ تم زیادتی کرو"۔

(۶)آزادی رائے کا حق:

اسلام میں عورتوں کی آزادی کا حق اتنا ہی ہے جتنا کہ مرد کو حاصل ہے۔ خواہ وہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی۔ اس کو پورا حق ہے کہ وہ دینی حدود میں رہ کر ایک مرد کی طرح اپنی رائے آزادانہ استعمال کرے۔ ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: "تم لوگوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ عورتوں کی مہر زیادہ نہ باندھو، اگر مہر زیادہ باندھنا دنیا کے اعتبار سے بڑائی ہوتی اور عند اللہ تقویٰ کی بات ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق ہوتے حضرت عمر کو اس تقریر پر ایک عورت نے بھری مجلس میں ٹوکا اور کہا کہ آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا "-(۲۵)

"اور ان میں سے ایک کو ڈھیر سارا مہر دے چکے ہو، تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو"۔

جب خدا نے جائز رکھا ہے کہ شوہر مہر میں ایک قنطار بھی دے سکتا ہے تو تم اس کو منع کرنے والے کون ہوتے ہو۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا: كلكم أعلمُ مِن عُمر تم سب عمر سے زیادہ علم والے ہو۔ اس عورت کی آزادی رائے کو مجروح قرار نہیں دیا کہ حضرت عمر کو کیوں ٹوکا گیا اور ان پر کیوں اعتراض کیا گیا کیوں کہ حضرت عمر کی گفتگو اولیت اور افضلیت میں تھی، نفس جواز میں نہ تھی۔

حاصل کلام

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو اپنی آزادی رائے کا پورا حق ہے، نکاح کا حق، تعلیم کا حق، مہر کا حق، معاشرتی حقوق، معاشی حقوق یہ تمام بہ حیثیت انسان اور عورت کا مستقل حق ہے جن کا تعین اسلام نے کیا ہے، حتی کہ اسلام نے لونڈیوں کو بھی اپنی آزادانہ رائے رکھنے کا حق دیا اور یہ اتنی عام ہو چکی تھی کہ عرب کی لونڈی

اس پر بے جھجک بنا تر دو کے عمل کرتی تھیں حتی کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رائے سے جو بحیثیت نبوت ورسالت کے نہیں ہوتی تھی، اس پر بھی بے خوف و خطر کے اپنی رائے پیش کرتی تھیں اور انھیں کسی چیز کا خطرہ محسوس نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی نافرمانی کا۔ اس آزاد رائے کا سرچشمہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے ازواج مطہرات میں آزادی ضمیر کی روح پھونک دی تھی، جس کا اثر تمام عورتوں پر پڑتا تھا۔

حوالہ جات

۱. مودودی، سید ابو الاعلیٰ، پردہ (مطبع اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۰۶ء) ۴

۲. علوی ثریا بتول، اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ، (اسلامک بک فاؤنڈیشن، دہلی، ۱۹۹۳ء) ۵۱

۳. ایضاً: ۹۲

۴. التکویر: ۸:۸۱-۹

۵. سجستانی، سلیمان بن اشعث، ابو داود، ابواب النوم، باب بِي فَضُلِ مَنُ عَالَ يَتَامَی (مطبعۃ اسلامی، مصر، ۱۴۱۴ھ،) ح: ۵۱۴۷

۶. النساء: ۱:۴

۷. بنی اسرائیل ۱۷:۷

۸. التین: ۴:۹۵

۹. سجستانی، سلیمان بن اشعث، ابو داود، ابواب النوم، باب بِي فَضُلِ مَنُ عَالَ يَتَامَی، ح: ۵۱۴۸

۱۰. سید جلال الدین عمری، مسلمان عورتوں کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ (ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، مارچ ۱۹۸۹ء) ۲۹

۱۱. نسائی، احمد بن شعیب، السنن النسائی، (مکتبہ معارف للنشر والتوزیع، ۱۳۳۰ھ) ۲۰۹

۱۲. بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کِتَابُ النِّكَاحِ، باب الترغب في النكاح (مکتبہ التراث الاسلامی، بیروت ۱۴۰۱ھ)، ح ۵۰۶۳

۱۳. البقرۃ: ۱۸۷:۲

۱۴. البقرہ: ۲۳۶:۲

۱۵. النساء: ۴:۴

۱۶. ایضاً: ۱۱

۱۷. بخاری، محمد بن اسماعیل، ۱۴۰۲ھ، کِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ لاَ يُنْكِحُ الأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلاَّ بِرِضَاهَا، ح ۵۱۳۶

۱۸. النساء: ۹۱:۴

۱۹. ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، ۱۳۲۰ھ، کتابِ المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح: ۳۸۹۵

۲۰. قشیری، مسلم بن الحجاج، ۱۴۲۱ھ، : کِتَابُ الْحَجِّ، بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح: ۱۲۱۸

۲۱. ایضاً، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح: ۳۸۹۵

۲۲. ایضاً، ح: ۱۱۶۲

۲۳. النساء: ۹۱:۴

۲۴. البقرۃ: ۱۳۲:۲

۲۵. النساء: ۲۰:۴

References in Roman

1. *Modoodi, Syed Abu Al-A'la, Purdah (Matba Islamic Publications, Lahore, July 2006), 4.*
2. *Alvi, Sariya Butool, Islam Mein Aurat Ka Maqam aur Martaba (Islamic Book Foundation, Delhi, 1993), 51.*
3. *Abid: 92.*
4. *At-Takweer: 81: 8-9.*
5. *Sajistani, Sulaiman bin Ash'ath, Abu Dawood, Abuab Al-Nawm, Bab Bi Fadli Man 'Aala Yatama (Matba'ah Islami, Egypt, 1414 AH), Hadith: 5147.*
6. *An-Nisa: 3: 1.*
7. *Bani Israel: 17: 7.*
8. *At-Tin: 4: 95.*
9. *Sajistani, Sulaiman bin Ash'ath, Abu Dawood, Abuab Al-Nawm, Bab Bi Fadli Man 'Aala Yatama, Hadith: 5148.*
10. *Syed Jalaluddin Umri, Muslim Auraton ke Huqooq aur Unpar E'terazaat ka Jaiza (Idara Tahqiq wa Tasneef Islami, March 1989), 29.*
11. *Nisai, Ahmad bin Shuaib, Al-Sunan Al-Nisai (Maktabah Ma'arif lil-Nashr wal-Tawzi', 1330 AH), 209.*
12. *Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Sahih Al-Bukhari, Kitabun Nikah, Babu at-Targhib fil Nikah (Maktabah Al-Turath Al-Islami, Beirut, 1401 AH), Hadith: 5063.*
13. *Al-Baqarah: 2: 187.*
14. *Al-Baqarah: 236: 2.*
15. *An-Nisa: 3: 4.*
16. *Abid: 11.*
17. *Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Sahih Al-Bukhari, Kitabun Nikah, Babu La Yunkihul-Abu wa Ghairuhul-Bikr wal-Thayyib Illa Biridaha, Hadith: 5136.*
18. *An-Nisa: 3: 91.*
19. *Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa, Jami` At-Tirmidhi, Kitabul Manaqib 'an Rasoolillah Sallallahu 'alayhi wa sallam, Babu Fadli Azwaji an-Nabi Sallallahu 'alayhi wa sallam (Maktabah Turath Al-Islamiyyah, Beirut, 1320 AH), Hadith: 3895.*
20. *Qushayri, Muslim bin Al-Hajjaj, Al-Jami` At-Tirmidhi, Kitab Al-Hajj, Babu Hajjati An-Nabi ﷺ (Maktabah Al-Turath Al-Islami, Beirut, 1421 AH), Hadith: 1218.*
21. *Additionally, Kitabul Manaqib 'an Rasoolillah Sallallahu 'alayhi wa sallam, Babu Fadli Azwaji an-Nabi Sallallahu 'alayhi wa sallam, Hadith: 3895.*
22. *Abid, Hadith: 1162.*
23. *An-Nisa: 3: 91.*
24. *Al-Baqarah: 2*
25. *An-Nisa: 3: 20.*